از ماہنامہ آئینہ اعظم گڑھ جلد ۲ شمارہ ۵ فروری ۱۹۹۱ء

قاضی اطہر مبارکپوری

# قحطِ اعظم گڑھ

## ۱۸۹۶ء میں

گذشتہ صدی میں ضلع اعظم گڑھ بڑے اہم متعدد حوادث سے دوچار رہا ہے ۱۸۳۲ء میں گورکھشنی میں ضلع کے ۳۹ مقامات میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے جن میں ۱۰ جون ۱۸۹۳ء کا فساد مئو میں سب سے بڑا تھا اس زمانہ میں پورا ضلع جنگ اور فساد کی آگ میں جل رہا تھا ۱۸۹۶ء اور ۱۹۰۳ء میں بڑا طاعون آیا جس میں ہزاروں مکانات مکینوں سے خالی ہو گئے اور اسی زمانہ میں قحط و خشک سالی نے اس ضلع میں بڑی تباہی برپا کی۔

یوں تو ضلع میں ۱۸۰۲ء سے ۱۸۳۷ء تک باری باری سے قحط پڑتا رہا، پھر ۱۸۶۸ء سے ۱۸۷۷ء تک یہاں سخت قحط پڑا اور جنوری ۱۸۷۸ء میں گورنمنٹ نے امدادی مہم شروع کی اس قحط میں سب سے زیادہ متاثر علاقے سگڑی، مئو، محمد آباد اور گھوسی کی تحصیلوں کے تھے اس کے بعد ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۷ء میں سب سے سخت قحط پڑا، جب کہ اسی زمانہ میں بڑا طاعون بھی آیا تھا' اس قحط میں گورنر ممالک مغربی شمالی نے اعظم گڑھ، محمد آباد اور دیوگاؤں کے تمام علاقوں کو قحط زدہ قرار دیا، اجناس کی قیمتوں پر بہت برا اثر پڑا۔

ضلع اعظم گڑھ گزیٹیر کے بیان کے مطابق اس زمانہ میں فی روپیہ چاول ساڑھے دس سیر گیہوں بارہ سیر، جو سترہ سیر چنا پندرہ سیر کتا تھا، ۱۹۰۸ء تک اس بھاؤ میں چالیس فی صدی کا اضافہ ہوا، جب کہ کھیت میں کام کرنے والے مزدوروں کو یومیہ چھ پیسے مزدوری ملتی تھی' (اعظم گڑھ گزیٹیر ۱۹۱۱ء صفحہ ۴۸ تا ۴۹)

اور اخبار لبرل' اعظم گڑھ ۲۴ نومبر ۱۸۹۶ء کی رپوٹ ہے کہ اس زمانہ میں ایک روپیہ کی جوار پونے آٹھ سیر چاول پونے چھ سیر، اُرد سات سیر، مہوا دس سیر اور ستری ساڑھے آٹھ سیر بکتی تھی' (اخبار لبرل اعظم گڑھ ۲۴ نومبر ۱۸۹۶ء اس اخبار کے مالک و ایڈیٹر قدرت علی خان تھے مطبع آفتاب اعظم گڑھ میں چھپتا تھا) اس زمانہ میں شاہ گنج سے مئو تک ریلوے لائن کا کام شروع ہوا' ۱۸۹۳ء کے فرقہ وارانہ فسادات میں نرخ اور غلہ وغیرہ



کی نقل و حرکت میں دشواری پیدا ہو رہی تھی' چونکہ اس میں بکثرت مزدور کام کر رہے تھے اس لئے کلکٹر نے رپورٹ دی کہ یہاں امدادی کام کی ضرورت نہیں ہے' اس میں مبارک پور کے لوگ بھی کام کرتے تھے' مرد، عورتیں، چھوٹے بڑے صبح اندھیرے ریلوے لائن میں مزدوری کے لئے نکل جاتے تھے اور شام کو اندھیرے' دو آنے یا چھ پیسے مزدوری لیکر گھر واپس آتے تھے۔

اس قحط کی ہولناکی کا حال اخبار "الوقت" گورکھپور کے مالک اور اڈیٹر منشی سنبلا بخش نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے' اس کا عنوان "قحط اعظم گڈھ" ہے' وہ لکھتے ہیں کہ کیا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ تمام ہند میں ممالک مغربی و شمالی میں اعظم گڈھ۔ محمد آباد اور صدر تحصیل پر قحط کا خاص اثر ہے؛ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا ہی ہے جن کو دیکھنا ہو اس سڑک کے کنارے جا بیٹھے جو اعظم گڈھ سے غازی پور کو گئی ہے اور جلا وطنوں کا تماشا دیکھا کرے جلا وطنی کا سلسلہ عرصے سے جاری ہے یوں تو کئی سال سے یہاں کا پیداوار کمی کرتا ہے' لیکن امسال نصف برسات سے خاص قسم کی مایوسی شروع ہو گئی، مسلمان باشندوں نے کلکتہ کی کلوتی کے بھروسے اپنے وطن کو خیرباد کیا' ہندو جو سفر میں تامل کرتے ہیں۔ اکتوبر تک کسی طرح صبر اور قناعت سے کام لیتے رہے' اور اب ایک میلہ ہے کہ اعظم گڈھ کی طرف سے غازی پور کی طرف چلا جاتا ہے' دوہری گھاٹ والی سڑک پر یہ حسرت ناک نظارہ نہیں ہے' غالباً ریل کے کام نے ادھر کے لوگوں کو پھنسا رکھا ہے، نٹالی (جنوبی افریقہ) وغیرہ جزائر کے جانے والے وہی ہو سکتے ہیں جن میں کام کرنے کی پوری طاقت ہو جوان ہوں اور صحیح الجسم ہوں لیکن شک ہے کہ سلہٹ وغیرہ مقامات کے لئے بھی چلنے کی پتی چھنے۔ کوتلی بھرتی کئے جاتے ہیں' اور اس طرح بہت لوگ ان بھرتی کرنے والوں کے پاس سے واپس ہوتے ہیں' یہ جلا وطن کس بے سر و سامانی سے گھر چھوڑتے ہیں؛ العظمۃ للّٰہ' عورتیں بچوں کو گود میں لئے مرد بچوں کو پیٹھ پر باندھے جھنڈ کا جھنڈ ہر طرف حسرت سے دیکھتے بچھلے جاتے ہیں' اور اُدھر سے گاڑیاں غلہ کی چلی آتی ہیں' ریل کے ذریعے سے غازی پور سے غلہ آتا ہے اور وہاں سے اعظم گڈھ کے بنیے لاتے ہیں' غازی پور میں غلہ بہ نسبت اعظم گڈھ کے بہت ارزاں ہے، سنا جاتا ہے کہ اعظم گڈھ کے قریب کتنے گاؤں اجڑ گئے، جو کھیت آسامیوں نے چھوڑ دیئے وہ شمار سے باہر ہیں' ان ہی دنوں کے لئے تقاوی کا ہی گورنمنٹ نے قائم کیا ہے،

(اخبار "الوقت" گورکھپور ۱۱ نومبر ۱۸۹۶ء)

یہ قحط صوبہ کے ۱۸ ضلعوں میں پھیلا ہوا تھا اور ہر ضلع میں سرکاری کمیٹیاں قائم تھیں ان میں ضلع اعظم گڈھ سب سے زیادہ متاثر اور تباہ حال تھا،

۱۸۹۶ء (۱۳۱۴ھ) میں رمضان المبارک کی آمد ہوئی جو سخت قحط کا زمانہ تھا، اس دور میں ضلع کے ہجو کے شاعر کی زبان سے "آمد رمضان" کا حال سنئے جس نے اپنے کو

"راست گفتار" پردے میں رکھا ہے، یہ نظم اخبار لبرل اعظم گڈھ یکم فروری ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی ہے۔

# آمدِ رمضان

گھومتی ہے ملک میں کیا روبکاری اِن دنوں
حضرتِ رمضان کی آئی ہے سواری اِن دنوں

کس طرح تسبیح خوانی ہوگا اور ہوگا قیام
قحط کی زنجیر ہے پاؤں میں بھاری اِن دنوں

پیاری پیاری صورتوں سے کرتے ہیں رمضان سوال
کیا ہوا رُخ، کیا ہوئیں آنکھیں کٹاری اِن دنوں

جو لبیں گوہر فشاں تھے، ہائے ان کو دیکھئے
ان پہ ہیں فریاد و نالہ، آہ و زاری اِن دنوں

پیٹ میں آنتوں کو بھی اب تو نہیں ہوتا قرار
بڑھ گئی دو ہاتھ دل سے بیقراری اِن دنوں

قحط نے سکّہ چلایا نام کا اپنے تمام
دل سے رخصت ہوگئی یاروں کی یاری اِن دنوں

حضرتِ رمضان! کیا ہو مہمانی آپ کی؟
صورتِ عنقا ہے سحری افطاری اِن دنوں

کچھ نہ تھا تو دودھ ہی پر آپ فرماتے گذر
پر نہیں ملتی کوئی بکری دودھاری اِن دنوں

جائیے اب آپ اور عید الفطر کو بھیجئے
آبرو رکھ لیجئے صاحب! ہماری اِن دنوں

آزؔ! تم نے قحط کی تصویر کیسی کھینچ دی
مرحبا کیا ہی طبیعت ہے تمہاری ان دنوں

معین الدین منیفؔ اعظمی

# غزل

دیدہ و دل کے حوصلے آدمی آزمائے کیوں
تابِ نظارہ جب نہ ہو آنکھ ادھر اٹھائے کیوں

رکھے سرِ نیاز خم راہِ فنا میں ہو قدم
مٹنے کا جس کو ہو نہ غم اسکو کوئی مٹائے کیوں

موجِ نسیم جانفزا دے نہ اگر کبھی ہوا
غنچۂ دل کبھی میرا سینہ میں مسکرائے کیوں

جسکے لیے ہوں تنگ یہ ارض و سما کی وسعتیں
گوشۂ دل میں آکے وہ آٹھ پہر سمائے کیوں

کھلتا نہیں ہے اب ذرا آپ کی بیرخی کا راز
آتا نہیں سمجھ میں کچھ اپنے ہوئے پرائے کیوں

حسن کی سو تجلیاں نظروں میں میری ہیں نہاں
روز یہ لن ترانیاں مجھ کو کوئی سنائے کیوں

لذتِ بیخودی ملے دردِ کے طے ہوں مرحلے
اپنی خبر نہ ہو جسے ہوش میں پھر وہ آئے کیوں

دے کے فریبِ آگہی کرکے عطا یہ بے خودی
رازِ مرے ہی عشق کا مجھ سے کوئی چھپائے کیوں

چھیڑ کے اے منیفؔ اب قصۂ ناتمام یہ
میری وفا کی سرگذشت مجھ کو کوئی سنائے کیوں